سوال

مسجد میں قبر بنانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر مسجد میں ہے، جبکہ مسجد میں قبر کا ہونا جائز نہیں ہے، جب الولید نے مسجد کو وسیع کیا تھا، کیا کسی تابعی نے اس کام پر تنقید کی تھی۔؟ اگر ہاں تو حوالوں سے ثابت کریں۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کے دو حصے ہیں :

١۔ ایک یہ کہ کیا اہل علم نے مسجد کی توسیع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو شامل کرنے کو پسند کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سلفی اہل علم نے اسے پسند نہیں کیا ہے کیونکہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے خلاف ہے، جس میں یہ موجود ہے کہ انبیا کی قبروں کو مساجد نہ بنالو۔

شیخ صالح المنجد اس بارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

سوال : حدیث میں ہے کہ : " اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنا لیں ..... الخ " مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہونے کے بارہ میں کیا کہا جائیگا ؟

الحمد للہ :

اس مسئلہ میں پہلے اور آج بھی کلام کی جاتی رہی ہے، مساجد میں قبریں بنانے یا مسجد میں قبروں کو مسجد میں داخل کرنے کو جائز کہنے والوں کا رد کیا گیا ہے، یہاں ہم اپنے بعض محقق علماء کرام کے فتاوی جات ذکر کرینگے، اس سوال میں جو اشکال پیش کیا گیا اس میں تفصیل ہے :

1- شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" یہاں قبر پرست ایک شبہ کا شکار ہیں، وہ یہ کہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک مسجد نبوی میں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دفن نہیں کیا تھا، بلکہ انہیں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ مبارک میں دفن کیا گیا، اور جب ولید بن عبد الملک نے پہلی صدی کے آخر میں مسجد نبوی کی توسیع کی تو حجرہ کو مسجد میں شامل کر کے ایک برا کام کیا، اور بعض اہل علم نے اسے منع بھی کیا لیکن اس کا اعتقاد تھا کہ توسیع کی بنا پر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ کسی بھی مسلمان شخص کو اس کا یہ عمل بطور حجت پیش کر کے قبروں پر مساجد تعمیر کرنا جائز نہیں، یا پھر اسے حجت بنا کر مساجد میں دفن کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ صحیح احادیث کے مخالف ہے؛ اور اس لیے بھی کہ یہ قبر پرستی اور شرک کے وسائل میں شامل ہوتا ہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (5/388-389)۔

2- شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

قبر والی مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

"قبر والی مسجد کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم

مسجد تعمیر ہونے سے قبل ہی وہاں قبر ہو، اس طرح کہ قبر پر مسجد بنا دی جائے، ایسی مسجد کو ترک کرنا اور وہاں نماز ادا نہ کرنا واجب ہے، اور جس نے اسے تعمیر کیا ہو اس کے لیے اسے منہدم کرنا ضروری ہے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو مسلمان حکمران کو چاہیے کہ وہ اس مسجد کو منہدم کر دے۔

دوسری قسم

قبر بننے سے قبل وہاں مسجد ہو، وہ اس طرح کہ مسجد تعمیر کرنے کے بعد وہاں میت دفن کی جائے، تو وہاں سے یہ قبر اکھاڑنا اور میت کو وہاں سے نکال کر عام قبرستان میں لوگوں کے ساتھ دفن کرنا واجب ہے۔ اور ایسی مسجد میں ایک شرط کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے، وہ یہ کہ قبر نمازی کے آگے یعنی قبلہ رخ نہ ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا مسئلہ جو مسجد میں آچکی ہے، یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل تعمیر کی گئی تھی اور یہ قبر پر نہیں بنائی گئی۔ اور ولید بن عبد الملک کے دور میں ولید نے مدینہ کے گورنر عمر بن عبد العزیز کو 88 ہجری میں مسجد نبوی گرا کر ازواج مطہرات کے حجرے بھی مسجد میں شامل کرنے کا خط لکھا، چنانچہ عمر رحمہ اللہ تعالی نے بڑے بڑے لوگوں اور فقہاء کو جمع کر کے ان کے سامنے الموء منین ولید بن عبد الملک کا خط پڑھا تو یہ خط انہیں بہت شاق لگا اور وہ کہنے لگے: اسے اپنی حالت میں ہی رہنے دینا زیادہ باعث عبرت ہے، اور بیان کیا جاتا ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالی نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حجرہ مسجد میں داخل کرنا پسند نہیں کیا، اور اس سے منع کیا تھا، گویا کہ انہیں یہ خدشہ تھا کہ قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے، چنانچہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے یہ سب کچھ ولید بن عبد الملک کو لکھ بھیجا، لیکن ولید نے انہیں پھر یہی حکم دیا تو عمر بن عبد العزیز کو اسے نافذ کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر نہ تو مسجد میں بنائی گئی اور نہ ہی قبر پر مسجد

بنائی گئی، چنانچہ مسجد میں قبر بنانے اور دفن کرنے والوں یا پھر قبروں پر مسجد بنانے والوں کےلیے اس میں کوئی دلیل اور حجت نہیں پائی جاتی۔

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" اللہ تعالی یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے انہوں نےاپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ موت کی کشمکش میں تھے، اور اپنی امت کو ان لوگوں کے عمل اور فعل سے ڈرانے اور بچنے کےلیے فرمایا :

اور جب ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حبشہ میں دیکھے ہوئے ایک کنیسہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جس میں تصاویر اور مجسمے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کوئی نیک اور صالح شخص فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے، اللہ تعالی کے ہاں سب سے بری مخلوق یہی ہیں "

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" سب سے برے وہ لوگ ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اور وہ زندہ ہونگے، اور وہ لوگ جنہوں نے قبروں کو مسجدیں بنا لیا "

اسے امام احمد نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور مومن اس پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ یہود و نصاری کے طریقہ پر چلے اور نہ ہی وہ اس پر راضی ہے کہ وہ سب سے بری اور شریر ترین مخلوق میں شامل ہو۔

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (12) سوال نمبر (292)۔

۲۔ جہاں تک اس قبر کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا معاملہ ہے تو یہ سدالذریعہ جائز نہیں ہے یعنی اس میں فتنے کا اندیشہ ہے کیونکہ آپ کی قبر مبارک کو کھولنا خود ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات فتنے کے اندیشے سے ایک کام نہیں کیا جیسا کہ آپ نے بیت اللہ کو ابراہیمی بنیادوں پر فتنے کے اندیشے سے منتقل نہیں کیا تھا لہذا ہمارے خیال میں یہاں بھی ایسا کرنا سدالذریعہ جائز نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی